

رابطہ عالم اسلامی

== خلیل احمد حامدی ==

رابطہ کی تاسیس | رابطہ عالم اسلامی مسلم ورلڈ لیگ، کا قیام آج سے صرف چار سال قبل عمل میں آیا ہے۔ اس کی تشکیل کے لیے جو بیچ اختیار کیا گیا تھا اُس نے پہلے ہی روز اس کے خوش آئند مستقبل کی بشارت دے دی تھی۔ مئی ۱۹۶۲ء کی بات ہے کہ حج کے موقع پر ایک اسلامی کانفرنس منعقد ہوئی جس میں چار سو کے قریب مندوبین شریک ہوئے۔ مندوبین کی اکثریت ایسے افراد پر مشتمل تھی جنہیں ہم اسلام اور اسلامی دنیا کے حقیقی رہنما کہہ سکتے ہیں۔ پچھلے طویل عرصہ میں یہ پہلا موقع تھا کہ گہوارہ اسلام اور مہبط وحی میں، مختلف سیاسی اور اجتماعی نظریات کی کشاکش کے عین عروج میں، یہ اسلامی اجتماع حج کے مبارک ایام میں منعقد ہوا۔ اس کانفرنس میں بڑے آزادانہ طریقے سے اسلامی دنیا کے مسائل اور اسلامی دعوت کو فروغ دینے کی ضرورت پر اظہار خیال کیا گیا۔ راقم السطور اس کانفرنس کا عینی شاہد ہے۔ رائے کے اظہار میں اس کانفرنس کے اندر حقیقی آزادی برتی گئی ہے وہ اُس آزادی سے کم نہ تھی جو لاہور کے ۱۹۵۵ء کے انٹرنیشنل کلویم میں دکھی گئی ہے۔ اس میں جو روح کام کر رہی ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ کانفرنس کی افتتاحی تقریر میں شاہ سعود نے بے قابو ہو کر کہا تھا کہ اب تو بعض عرب ملکوں کے اندر ہمارے بنی کا بھی مسخراڑ ایا جانے لگا ہے، اس صورتِ حال کے سامنے ہم کیسے صبر کر سکتے ہیں۔ اس سہ روزہ کانفرنس نے دو عظیم نتائج کو جنم دیا: ۱) اسلامی دنیا کے لیے زندگی کے صحیح راستہ کی نشاندہی۔ ۲) ایک مضبوط ادارے کی تاسیس جو دنیا کو صحیح راستہ کی طرف دعوت دیتا رہے۔ اس ادارے

کا نام کانفرنس نے ”رابطہ علم اسلامی“ تجویز کیا، اور اس کے لیے ایک کانسی ٹیوشن اسمبلی منتخب کی جس کا فرض یہ تھا کہ وہ کانفرنس میں پیش کردہ خیالات کو سامنے رکھ کر رابطہ کا لائحہ عمل تجویز کرے۔ اور اپنے ایک مضبوط سکرٹریٹ کے ذریعہ اس کی تنفیذ کرے۔

وہ خیالات جن سے رابطہ کا خمیر تیار ہوا موترنے جن خیالات کا اظہار کیا اور جو بعد میں رابطہ کے لیے رہنما اصول قرار پائے ان کا خلاصہ یہ ہے:

سیاسی لحاظ سے مسلمانوں کے درمیان اصل رابطہ ”اخوت اسلامی“ ہے۔ اسلام کے ماسواہر عصبیت جاہلیت کی دعوت ہے۔ جو لوگ عرب قومیت کے بھیس میں اسلام کے فروغ کی راہ میں حائل ہو رہے ہیں وہ عربوں کے بدخواہ ہیں، اخوت اسلامی کو جو شخص زد پہنچاتا ہے وہ عربوں کی تاریخ کو مسخ، عربوں کی قوت کو کمزور اور عرب اتحاد کو پارہ پارہ کرتا ہے۔ ایک ایسے جامعہ اسلامیہ کے قیام کی شدید ضرورت ہے جو مسلمان ملکوں کے درمیان سیاسی، اقتصادی اور تعلیمی تعاون کی راہیں ہموار کرے۔ اس غرض کو پورا کرنے کے لیے مسلمان سربراہوں کا اجتماع نہایت ناگزیر ہے۔ اقتصادی میدان میں عدل اجتماعی کا فروغ صرف اسلام کے جامع اور عادلانہ قوانین کی تطبیق سے ہو سکتا ہے۔ اسلام طبعاً کشمکش سے بری ہے۔ وہ فرد کے حقوق کا پورا پورا لحاظ کرتا ہے اور لوٹ کھسوٹ کا بھی قلع قمع کرتا ہے۔ کمینوزم، سوشلزم اور لے گام سرمایہ داری اسلامی نظام معیشت کے منافی ہیں۔

مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ معاشروں کو تمام غیر اسلامی مظاہر سے پاک کریں، مثلاً مے کشی، میخواری اور کاروبارے، فحشہ گری، قمار بازی اور سود خواری اور اپنی داخلی اور خارجی پالیسیوں میں اسلامی احکام کی پابندی کریں۔ اسلامی نظام تعلیم کی تاسیس اور نثر ادنیٰ کی

لہ یعنی جامعہ عربیہ دعب لیگ، کے بیچ پر جامعہ اسلامیہ وجود میں آنا چاہیے۔ یہ وہی دعوت ہے

جسے جمال الدین افغانی اور علامہ اقبال پیش کرتے رہے ہیں۔

۳۔ شاہ فیصل مسلم سربراہوں کی جو کانفرنس منعقد کر رہے ہیں وہ اسی مطالبہ کا جواب ہے۔

اسلامی تربیت کا انتظام کریں۔ مدرسوں، کالجوں، یونیورسٹیوں، پریس، ریڈیو اور دیگر وسائل نشر و اشاعت کو مخالف اسلام پروگراموں سے ملوث نہ کریں۔

مؤتمر کی نگاہ میں فلسطین صرف عربوں کا مسئلہ نہیں بلکہ تمام مسلمانوں کا مسئلہ ہے۔ اس کی آزادی کے لیے ایک مشترک سیاسی، عسکری اور اقتصادی تنظیم کی ضرورت ہے۔ الجزائر کو آزادی سے ہمکنار کرنے کے لیے اُس کی مادی اور اخلاقی امداد جاری رکھنا تمام مسلمان حکومتوں اور مسلمان قوموں کا فرض ہے۔ مسئلہ کشمیر کا صحیح حل آزادانہ استصواب ہے۔ بحرائے برہمی کے بارے میں حکومت سعودی کا موقف حق پر مبنی ہے۔ جنوبی عرب اور عدن پر اصل حق یمن کا ہے۔ مسقط و عمان اور خلیج عربی کی محکوم ریاستوں کو استعمار سے نجات پانے کے لیے جنگ ہماری رکھنی چاہیے۔ مغربی ایریاں اور ایشیا کا جزو انینفک ہے۔ مؤتمری ٹیریا کے مسلمانوں کی جنگ آزادی کی تائید کرتی ہے اور مسلمان حکومتوں سے مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اس مسئلہ کو اقوام متحدہ میں اٹھائیں۔ حبشہ کی حکومت سے مؤتمر مطالبہ کرتی ہے کہ وہ اپنی مسلم رعایا کے ساتھ مساوات کا سلوک اختیار کرے اور انہیں اپنے مظالم کا نشانہ بنانے سے احتراز کرے۔ ہندوستان کی مسلم اقلیت وہاں کے ہندو نظام کی بیخ ستم کے نیچے ٹرپ رہی ہے، یہ انتہائی قلع انگیز بات ہے۔ حکومت ہند کا فرض ہے کہ وہ مسلمان رعایا کے حقوق کی حفاظت کرے اور ان سے قوالانہیں عملاً مساوات کا برتاؤ کرے اور مسلمان بچوں پر ہندومت کی تعلیم نہ ٹھونسے۔ کمیونسٹ ممالک میں مسلم اقلیتوں کے ساتھ جو سنگدلانہ برتاؤ کیا جا رہا ہے مؤتمر اس پر شدید احتجاج کرتی ہے اور تمام مسلمان حکومتوں سے اپیل کرتی ہے کہ وہ ان مجبور و مقہور مسلمانوں کے تحفظ کی کوشش کریں۔ کمیونزم کی تحریک اسلامی ممالک کے لیے شدید خطرہ کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ یہ تحریک ”دوستانہ تعلقات“ اور اقتصادی مساوات کے پرفریب لیبل کے تحت اسلامی ممالک میں فروغ پذیر ہے۔ اس کا اصل بدف اسلامی معاشرے کی بیخ کنی اور اجنبی اقتدار کا تسلط ہے۔ افریقہ کے تمام آزاد ممالک اور خصوصاً

۱۰ الجزائر اس وقت تک آزاد نہیں ہوا تھا۔

اسلامی ممالک کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنے کی شدید ضرورت ہے۔ یہ ممالک اقتصادی اور اجتماعی ترقی کے لیے جو دوڑ دھوپ کر رہے ہیں اس میں ان کو مدد دی جائے۔ مؤثر توجہ دلاتی ہے کہ مسلم ممالک کے تجارتی اور کاروباری ادارے افریقہ کے ساتھ وسیع پیمانے پر تجارتی تعلقات استوار کریں تاکہ اسرائیل کے بڑھتے ہوئے نفوذ کا سدباب کیا جاسکے جو کاروبار کے بھیس میں ان ممالک کو از سر نو استعمار کا نشانہ بنانے کی کوشش کر رہا ہے۔

یہ ہے اُن خیالات کا پتھر جو اس کانفرنس میں پیش کیے گئے۔ اور یقیناً تاریخ کی خوشی میں اضافہ ہوگا اگر میں یہ عرض کر دوں کہ یہ صرف مؤثر کے خیالات ہی نہیں تھے بلکہ مؤثر کی قراردادیں اور فیصلے تھے جن پر رابطہ کی نیورگی گئی۔

رابطہ کے مقاصد | رابطہ کی مجلس تاسیسی نے اپنے پہلے اجلاس کے اندر رابطہ کے مندرجہ ذیل مقاصد معین کیے: اسلام کی تبلیغ کا فرضیہ ادا کرنا۔ اسلامی نظریات و تعلیمات کی تشریح اور ان کے بارے میں پیدا شدہ شبہات کا ازالہ۔ اور ان تمام سازشوں کا انسداد جو عدلے اسلام مسلمانوں کو دین سے بہکانے اور ان کی وحدت و اخوت کے رشتوں کو تار تار کرنے کے لیے مسلسل کر رہے ہیں۔ ملت اسلامیہ کی موجودہ تکالیف و مسائل کا جائزہ اور انہیں ملت کی آرزوؤں اور مصلحتوں کے مطابق حل کرنے کی کوشش۔ اور یہ کوشش کہ تمام اسلامی ممالک کے اندر اسلام کی حکمرانی قائم ہو۔

ان مقاصد کی تکمیل کے لیے رابطہ نے مختلف وسائل اختیار کیے ہیں۔ لیکن رابطہ کو سب سے بڑا جو وسیلہ میسر آیا ہے اور جس نے اس کی جڑوں کو خاصا گہرا کر دیا ہے وہ حج کا اجتماع ہے۔ رابطہ نے اس سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے۔ ہر سال حج کے موقع پر رابطہ کا سکرٹریٹ نمایاں حجاج کو منتخب کر لیتا ہے اور تقریب تعارف کے عنوان سے ان کا اجتماع منعقد کرتا ہے جس میں ہر شخص اپنے حالات اور مسائل دوسروں کے سامنے پیش کرتا ہے اور دوسروں کے حالات و مسائل سے آگاہ ہوتا ہے۔ تجربہ نے ثابت کیا ہے کہ یہ تعارفی اجتماع بڑا

نیچر خیز رہا ہے۔ دوسری تنظیمیں بے پناہ مصارف کے باوجود اپنی دعوت اُن حلقوں کے عشرِ عشر تک بھی نہیں پہنچا سکتیں جن حلقوں تک رابطہ حج کے قدرتی اجتماع سے باسانی پہنچا دیتا ہے۔ اور ایسے وقت میں پہنچاتا ہے جب کہ کان سننے کے لیے نہ صرف تیار بلکہ بے تاب ہوتے ہیں اور دل اسے جذب کرنے کے لیے شوق سے لبریز ہوتے ہیں۔ اس بنا پر یہ پیشین گوئی بڑے یقین اور بصیرت سے کی جاسکتی ہے کہ رابطہ نہ صرف قائم رہے گا بلکہ یہ مستقبل قریب میں بہت بڑی اسلامی قوت بن کر اٹھے گا۔

رابطہ کی خدمات | چار سال کا عرصہ کوئی اتنا زیادہ عرصہ نہیں ہے کہ کسی تنظیم کے کامیاب و ناکام ہونے کا حکم لگایا جاسکے۔ عام حالات میں چار سال کے اندر ایک تنظیم صرف اپنے قوی کو مجتمع ہی کر سکتی ہے۔ عملی اقدامات تو بعد کی بات ہے لیکن رابطہ کی چار سالہ کارگزاری کو دیکھ کر بے اختیار یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ رابطہ نے توقعات سے بہت زیادہ کام کیا ہے۔ رابطہ کی کارگزاری پر تفصیل سے روشنی ڈالنا اس وقت ممکن نہیں ہے۔ البتہ ہم چند باتوں کا مجملاً ذکر کیے دیتے ہیں۔

قرآن کریم کے تراجم | رابطہ نے سب سے زیادہ قابلِ قدر جو خدمت سرانجام دی ہے وہ قرآنِ کریم کے ترجموں کی تقسیم و اشاعت ہے۔ علامہ اسد نے قرآنِ کریم کے انگریزی ترجمہ کی تکمیل رابطہ کی سرپرستی اور تائید میں کی ہے۔ رابطہ یہ ترجمہ اسلامی اداروں اور تنظیموں کو مفت فراہم کر رہا ہے اور عام حاجتمندوں کو نصف قیمت پر مہیا کر رہا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے قرآنِ کریم کا فرانسیسی زبان میں ترجمہ کیا ہے۔ فرانسیسی زبان کے علماء نے اس کی بہت تعریف کی ہے۔ رابطہ نے اس ترجمے کے نین ہزار نسخے خریدنے اور پھیلانے کا پروگرام طے کیا ہے۔ اسی طرح حال ہی میں فارموسا کے بعض مسلمانوں سے یہ معلوم ہوا کہ چینی زبان میں قرآنِ کریم کا ایک ایسا ترجمہ دریافت ہوا ہے جو موجودہ ترجمہ سے بہت بہتر اور صحیح ہے۔ رابطہ نے اس ترجمہ کی طباعت کے پورے مصارف ادا کیے اور یہ ترجمہ اب چین، ملائیشیا، فلپائن اور تھائی لینڈ میں تقسیم ہو رہا ہے۔ جاپانی زبان میں

قرآن کریم کا ترجمہ جاپان کے نامور نو مسلم الحاج غرمتیاد UMAHARITA نے کیا ہے۔ موصوف نے طویل عرصہ تک مکہ معظمہ میں رابطہ کے حساب پر مقیم رہ کر اس ترجمہ کی تکمیل کی ہے۔ یہ ترجمہ اب طباعت و اشاعت کے مرحلوں میں ہے۔ جاپان میں اسلام کے فروغ کے نہایت وسیع اہتمام ہیں، یہ ترجمہ ان امکانات سے فائدہ اٹھانے کے لیے سب سے کارگر اور پابندار وسیلہ ہو گا۔

دعوتِ اسلامی کا کام | اس سلسلے میں رابطہ نے پہلا کام یہ کیا ہے کہ دنیا کی اسلامی تنظیموں اور اور مرکزوں سے رابطہ قائم کیا ہے۔ اور مختلف تجربوں سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ مزید برآں یہ کہ دعوتِ اسلامی کی ترقی کے لیے اُن سے تعاون کیا ہے، باصلاحیت افراد کو منظم کیا ہے اور ضروری وسائل فراہم کیے ہیں مختلف ملکوں میں اپنی طرف سے نئے سنٹر جاری کیے ہیں۔ مثلاً کیمرون کے دار الحکومت یوندا میں ایک اسلامک سنٹر کھولا گیا ہے اور ابتدائی مرحلے میں اُس پر تین ہزار پونڈ صرف کیے گئے ہیں۔ مشرقی نائیجیریا میں ایک اسلامک سنٹر جاری کیا گیا ہے جسے دس ہزار ریال کی مایانہ امداد دی جا رہی ہے۔ اس مرکز کے تحت ایک اسپتال، ایک دینی مدرسہ اور ایک لائبریری قائم کی جائے گی۔ اچھی دنیا نائیجیریا کے اسلامی ٹریننگ کالج کو رابطہ کی طرف سے سو پونڈ مایانہ کی گرانٹ دی جا رہی ہے۔ ایفی جو مغربی نائیجیریا کا مشہور شہر ہے، وہاں کے اسلامی مدرسوں میں رابطہ نے اپنے خرچ پر عمارت تعمیر کروائی ہیں۔ شمالی نائیجیریا کے مرحوم وزیر اعظم الحاج احمد ویلو رابطہ کی مجلس تاسیسی کے رکن تھے، انہوں نے نائیجیریا میں اسلام کی نشرو اشاعت کے لیے جن جن اداروں کے قیام کی تجویز کی رابطہ نے اُن سے بھرپور تعاون کیا، اور ساٹھ ہزار پونڈ تک کی مدد دی ہے۔ اسی طرح امریکہ اور شمالی افریقہ میں بھی رابطہ کے منصوبے رُو عمل لائے جا رہے ہیں۔ امریکہ کے رنگدار مسلمانوں کے اندرونی تعلیم اور اقامتِ صلوة کے انتظام کے لیے رابطہ کی طرف سے ایک مستقل مبلغ بھیجا گیا ہے۔ افریقہ کے مختلف حصوں میں رابطہ کی طرف سے مبالغین کی جماعتیں کٹی ہیں۔ اور ہزاروں انسانوں کو حلقہ بگوش اسلام ہونے کی سعادت بخش کر آئی ہیں۔ سعودی ریڈیو سے بھی رابطہ نے روزانہ آدھ گھنٹہ کا وقت حاصل کر

رکھا ہے اور عربی زبان میں دعوتی پروگرام نشر کیے جاتے ہیں۔

اس ضمن میں رابطہ نے جن اسلامی اداروں کی مابانہ، یا سالانہ یا یکمشت مدد کی ہے اُن کی فہرست بہت طویل ہے۔ لیکن چند ایک کا ذکر ضروری ہے تاکہ رابطہ کے کام کی وسعت کا اندازہ کیا جاسکے۔ یہ تمام کے تمام وہ ادارے ہیں جو مابانہ یا سالانہ امداد لے رہے ہیں۔

۱۔ اسلامک سنٹر جنیوا

۲۔ مٹنر عالم اسلامی، کراچی

۳۔ جماعت غیائے اہلحدیث، کراچی

۴۔ مؤتمر اسلامی، بیت المقدس

۵۔ اسلامک سنٹر ڈنکا

۶۔ جمعیت انصار سنت محمدیہ مقدیشو، صومالی لینڈ

۷۔ ندوۃ العلماء، کھنور، ہندوستان

۸۔ مؤتمر تحفظ قرآن، سوڈان

۹۔ اسلامک سنٹر فلپائن

۱۰۔ جمعیت ابناء شہداء، اردن

۱۱۔ کامل الاسلام کالج، فلپائن

۱۲۔ اسلامک سنٹر بروکسل

۱۳۔ مسلم سٹوڈنٹس انجمن مغربی جرمنی

۱۴۔ اسلامی یونیورسٹی، مکاسر، انڈونیشیا

۱۵۔ انجمن اشاعت اسلام ٹوکیو، جاپان

۱۶۔ چائنا اسلامی انجمن، فارموسا

۱۷۔ انجمن اصلاح نیکاک، تھائی لینڈ

طلبہ میں دعوت کا کام | طلبہ میں غیر اسلامی تنظیموں نے عالمی پیمانے پر بڑا وسیع الاثر کام کیا ہے ان کے مقابلے میں دنیا کی اسلامی تنظیموں نے اس طرف۔ بااستثنا تھے چند۔ خاطر خواہ توجہ نہیں دی رابطہ نے طلبہ کی مختلف تنظیموں میں اتحاد کو پروان چڑھانے، انہیں دین سے آگاہ کرنے اور انہیں منظم کرنے کی خاطر ۱۹۶۴ء میں حج کے موقع پر ان کی بہت بڑی تعداد کو اپنے خرچ پر جمع کیا۔ ان میں سے ۷۰ طالب علم مغربی یونیورسٹیوں سے بلائے اور ۵۰ طالب علم افریقہ سے اسی طرح ۱۹۶۵ء کے حج کے موقع پر دنیا کے مختلف حصوں سے ۲۳ طالب علموں کو مدعو کیا۔ ان طلبہ نے حج کا فریضہ ادا کیا۔ رابطہ نے علماء کے مختلف گروہوں کی یہ ڈیوٹی سگائی کہ طلبہ کے عرصہ قیام کے دوران ان کے سامنے اسلامی موضوعات پر سیکر دیں۔ رابطہ کی یہ اسکیم نہایت درجہ موثر رہی۔ ہم اسٹوڈنٹس مذکورہ دونوں سالوں میں خود حج کے موقع پر مکہ معظمہ میں مقیم تھا۔ اور طلبہ کو خطاب کرنے کا موقع بھی ملا ہے۔ ان طلبہ میں اکثریت ان لوگوں کی تھی جو اسلامی ممالک کے رہنے والے تھے اور مغربی یونیورسٹیوں میں تعلیم کی غرض سے گئے ہوئے تھے اور ایک تعداد ایسے طلبہ کی بھی تھی جو نو مسلم تھے۔ یہ طلبہ جب واپس اپنے مقامات کو لوٹ رہے تھے تو ان کے دل و دماغ اسلامی جذبات سے پوری طرح لبریز تھے۔ اسلام کی ایک نئی لگن ان کے سینوں میں مشتعل تھی، مغربی تہذیب کے پرفریب مظاہر ان کی نظروں میں اپنی وقعت کھو چکے تھے۔ یہ لوگ جب واپس پہنچے ہوں گے تو کیا ان روحانی فوائد کو تیاگ کر بیٹھ گئے ہوں گے؟ فوجان خون کے بارے میں یہ گمان درست نہیں ہو سکتا یقیناً انہوں نے اسلام کا غلغلہ بلند کیا ہوگا اور یقیناً اپنے محسن رابطہ کو خراج تحسین پیش کیا ہوگا۔ اس کا رخیہ میں رابطہ کا جس قدر حصہ ہے اسی قدر حصہ اسلامک سنٹر جنیوا کا ہے۔ جس نے یہ اسکیم تیار کی۔ طلبہ سے ربط قائم کیا۔ اور باصلاحیت طلبہ کی عظیم ایشیا ٹیم رابطہ کی جھولی میں لا ڈالی۔ اسلامی پریس کی پشت پناہی | دنیا میں اسلامی پریس کی مثال اس بد قسمت بچے کی سی ہے جو باپ کے جیتے جی یتیم ہو۔ باطل تحریکوں نے پریس کی طاقت سے دنیا پر جھوٹ کو بھی پھیل کر دکھایا ہے مگر مسلمان اس طاقت سے فائدہ نہ اٹھا سکنے کی وجہ سے صحیح کو بھی صحیح منوانے سے قاصر ہو رہے ہیں

رابطہ نے اس معاملے میں زیریں مثال پیش کی ہے۔ اور اسے حقیقی واد بھی دی جاسکتے کم ہے۔ رقم
 المسطور کے ذاتی علم کی بنا پر رابطہ اس وقت دنیا کے متعدد اسلامی مجلات و اخبارات کو معقول
 مالی امداد دے رہا ہے تاکہ یہ اسلامی ترجمان اپنے معاصروں کے سامنے سرفخر بلند کر سکیں اور
 اسلامیت کی آبرو کو مجروح نہ ہونے دیں۔ اس امداد کے بدلے میں رابطہ کی طرف سے صرف
 ایک مطالبہ کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اسلام کو اس کے حقیقی مفہوم کے ساتھ دنیا کے سامنے
 پیش کیا جائے۔ اسلامی پریس کو مدد دینے کی ایک یہ شکل بھی رابطہ نے اختیار کر رکھی ہے کہ رابطہ کا
 سکرٹریٹ اخبارات اور رسالوں کو خرید لیتا ہے اور پھر اسے اہل علم تک اور ضرورت مند حلقوں
 تک اپنے خرچ پر مفت پہنچاتا ہے۔ چنانچہ سعودی عرب، اردن، شام، لبنان، الجزائر، مراکش،
 سوڈان اور ہندوستان سے کئی پرچے سکرٹریٹ میں پہنچتے ہیں اور شعبہ تقسیم کتب کی طرف سے
 دنیا کے اطراف میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔

اسلامی ٹریجر کی اشاعت اپنے اعلان کی روش سے رابطہ کا یہ فرض تھا کہ وہ اپنے طور پر اسلامی
 کتب تیار کر داتا اور اسے اعلیٰ معیار کے ساتھ شائع کر کے پھیلاتا۔ مگر اب تک رابطہ یہ نہیں
 کر پایا۔ البتہ دوسرے مصنفین کی سینکڑوں بلکہ ہزاروں کتابیں خرید کر رابطہ تقسیم کر رہا ہے۔
 عربی، انگریزی اور فرینچ میں اسلام کے مختلف موضوعات پر ان گنت کتابیں پھیل چکی ہیں اور
 ایک بہت بڑی کمیپ دفتر میں تقسیم کی منتظر ٹری ہے۔

رابطہ کے میگزین رابطہ کے سکرٹریٹ سے اس وقت دو ماہانہ آرگن نکل رہے ہیں۔ ایک
 عربی میں اور دوسرا انگریزی میں۔ جہاں تک دونوں ماہناموں کے ظاہری حسن و جمال اور زینت و
 آرائش کا تعلق ہے بلاشبہ یہ ماہنامے عمدہ اور جاذب نظر ہیں مگر مضامین کا معیار اور انتخاب
 بہت حد تک توجہ کا مستحق ہے۔ خاص طور پر انگریزی پرچے میں بعض ایسے مضامین بھی شائع
 ہو چکے ہیں جن سے خود رابطہ کے مقاصد کی نفی ہوتی ہے۔ اور صاف ستھرے خیالات کے بجائے
 ان میں اچھے ہوتے افکار پیش کیے گئے ہیں۔ تاہم یہ بات نہایت قابل ستائش ہے کہ ان پرچوں

پرسوائے ڈاک خرچ کے اور کوئی چندہ نہیں لیا جاتا۔ اگر ان کا معیار بھی بلند ہو گیا تو یہ اسلامی تحریکوں کا نقطہ ماسکہ بن جائیں گے۔ رابطہ کے دونوں میگزینوں کے نگران بڑے فاضل اور باہمت بزرگ ہیں۔ عربی میگزین کے چیف ایڈیٹر شیخ ابراہیم شوریٰ انہر کے فارغ ہیں۔ دعوت و تبلیغ کا وسیع تجربہ رکھتے ہیں۔ اسی طرح سنگاپور کے انگریزی میگزین کے ایچارج جناب ابراہیم سقات اس کوچہ کے پرانے رازدوں میں سے ہیں۔ اس لیے ان کے معیاروں کا بلند ہونا ناممکن نہیں ہے۔

لاٹبریری | وہ مقدس مقام جسے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سال تک دعوتِ اسلامی کا خفیہ مرکز بناتے رکھا، جہاں حضرت حمزہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما نے قبولِ اسلام کا اعلان کیا، اور جو آج بھی دارِ ارقم کے نام سے مشہور ہے، وہاں رابطہ نے لاٹبریری قائم کر دی ہے اس لاٹبریری میں کتابوں کا ذخیرہ جمع ہونا شروع ہو گیا ہے۔ اور امید ہے کہ چند برسوں کے بعد یہ اعلیٰ معیار کی لاٹبریری بن جائے گی اور تحقیق و جستجو اور علم و عرفان کے پیاسوں کے لیے چشمہٴ شیریں ثابت ہوگی۔ جہاں کتابیں علم کی روشنی فراہم کریں گی، وہاں حرم کا نورانی ماحول ایمان و اذعان کے ازویاد کا موجب ہوگا۔

اصلاحات حج | وسائل و فرائع کی ترقی اور حجاج کی تعداد میں روز افزوں اضافے کا تقاضا تھا کہ حج کے نظام میں مناسب تبدیلیاں کی جائیں۔ موجودہ نظام تقریباً آج سے ۲۵-۳۰ سال قبل کا ہے۔ رابطہ نے اس موضوع پر بھی خاصا کام کیا ہے۔ رابطہ کی مجلس تاسیسی حکومت سعودی کے سامنے معتمدین کی تنظیم و تربیت اور دوسرے مسائل کے بارے میں اصلاحی تجاویز پیش کی ہیں۔ چنانچہ ان تجاویز میں سے تین پر حکومت کی طرف سے عملدرآمد کا اعلان کیا جا چکا ہے۔ ایک معتمدین کے نظام کی اصلاح جس کی رو سے معتمدین کی ٹھیکیداری ختم کی جا چکی ہے اور حاجیوں کو آزاد کر دیا گیا ہے کہ وہ جس معلم سے چاہیں اپنا معاملہ طے کر لیں۔ دوسری یہ کہ مقام ابراہیم پر جو قبۃ قائم ہے اُسے گرا کر پتھر کو آدھا زمین دوز کر دیا جائے اور آدھے پر ایسے ٹینٹے کا خول چڑھا دیا جائے جو ٹوٹ نہ سکے اور جس کے اندر پتھر کو رکھا جاسکے اور تیسری

یہ کہ حج کے ایام میں رابطہ کی طرف سے حرم شریف کے اندر مختلف زبانوں میں حج کے فضائل و مناسک پر تقریریں کی جائیں۔ ان کے علاوہ چند اور بھی اصلاحی تجویزیں زیر غور ہیں۔ امید ہے کہ سعودی حکومت انہیں بھی امکانی حد تک نافذ کر دے گی

اتحاد اسلامی | اس عنوان پر مستقل بحث کی ضرورت نہ تھی، مگر چونکہ یہ لفظ "اتحاد" رابطہ کا سلوگن قرار پا چکا ہے اس لیے اس پر بعض پہلوؤں سے کلام کرنا مفید رہے گا۔ اسلامی اتحاد کے لیے رابطہ نے بڑی حکمت اور منطقی ترتیب سے کام کیا ہے۔ ہم نے اس پہلو پر جتنا غور کیا ہے اس پر ہمیں رابطہ کے قائدین کی دانشمندی کا معترف ہونا پڑا ہے۔ بلکہ ہمارا ناقص مطالعہ یہ بتاتا ہے کہ ماضی قریب میں اس دانشمندی کا ثبوت سب سے پہلے رابطہ ہی نے دیا ہے۔

رابطہ کی سعی اتحاد کی پہلی منزل یہ تھی کہ اُس نے اُن تمام محسوس افراد کو جمع کیا جو دنیا کے اندر اسلام کے احیاء کا کام کر رہے ہیں۔ ان افراد سے ایک اسمبلی کی تشکیل کی اور ان کے علم و تجربہ کو رو بیکار آنے کا موقع فراہم کر دیا۔ رابطہ کی یہ اسمبلی پہلے سال ۲۱ افراد پر مشتمل تھی اور اس میں سعودی عرب، نائیجیریا، سنی گال، پاکستان، ہندوستان، فلسطین، مصر، یمن، شام، الجزائر، افغانستان، مراکش، موریتانیہ، سنگاپور، عراق، فلپائن، لنکا، اردن اور سوڈان کو نمائندگی حاصل تھی اور جو مسلمان ممالک اور مسلمان آبادیاں رہ گئی تھیں ان کے لیے دروازہ کھلا رکھا گیا اور بعد میں رفتہ رفتہ نمائندگی کی تکمیل ہوتی رہی۔ دو سال تک یہ عمل جاری رہا۔ یہ نمائندے عوامی حیثیت کے تھے، سرکاری حیثیت کے نہیں تھے۔ یہ جب ایک میز پر جمع ہوئے تو انہیں محسوس ہوا کہ دنیا کے اندر اسلام بہت بھاری طاقت کے ساتھ موجود ہے۔ مگر باہمی تعاون و نفاہم معدوم ہونے کی وجہ سے یہ طاقت نتیجہ خیز ثابت نہیں ہو رہی۔ اور اب رابطہ کے پلیٹ فارم نے اس کسر کو پورا کر دیا ہے۔ اس کے بعد رابطہ نے ایسے افراد کو بھی شامل کرنا شروع کر دیا جن کی حیثیت سرکاری تھی۔ رابطہ کا مقصد یہ تھا کہ اسلام کی تبلیغ و اشاعت ایک ایسا اصول ہے جس پر عوامی نمائندوں اور سرکاری نمائندوں کو باہمی اختلاف کے باوجود متحد ہو جانا چاہیے۔

اتحاد کا دوسرا مرحلہ یہ تھا کہ رابطہ نے دنیا کی اسلامی تنظیموں کے ساتھ روابط پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ اور ان میں سے عالمی تنظیموں کو اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنانے کے بجائے ایک نظام میں متحد ہونے کی دعوت دی۔ چنانچہ موثر اسلامی نمائندین اور موثر اسلامی کراچی کو پیش کش کی کہ وہ رابطہ سے مل جائیں۔ اور یہ تینوں ادارے ایک ہو جائیں رابطہ کی یہ اسکیم بھی ایک حد تک کامیاب رہی۔ ان دونوں مؤتمروں نے اپنا الگ الگ وجود تحلیل کر لیا لیکن رابطہ کے ساتھ دعوت و تبلیغ کے کام میں متحد ہو گئیں۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ مل کر اور کے جتنے پہلو ہو سکتے تھے وہ ختم کر دیئے اور اتحاد و تعاون کے رشتے مضبوط کر دیئے۔ یہ تینوں ادارے تین بھی ہیں اور ایک بھی ہیں۔

اب تیسرا مرحلہ حکومتوں کے اتحاد کا ہے۔ رابطہ نے ۱۹۵۷ء میں مکہ حجاز میں جو اسلامی کانفرنس منعقد کی تھی وہ گویا تیسرے مرحلے کا آغاز تھا۔ اس کانفرنس میں رابطہ نے یہ دعوت پیش کی کہ مسلمان سربراہ جمع ہوں اور مسلمان قوموں کی ترقی، مسلمان قوموں کے سیاسی مسائل اور مسلمان ممالک کے باہمی اتحاد کے امکانات سوچیں۔ چنانچہ سعودی عرب کے حکمران فیصل بن عبدالعزیز نے سب سے پہلے اس دعوت پر تکیہ کہا اور یہ اعلان کیا کہ وہ مسلمان سربراہوں کی کانفرنس بلائیں گے۔ موصوف اس سال حج کے موقع پر اسلامی کانفرنس کے انعقاد کی تیاریاں کر رہے ہیں۔ مسلمان ملکوں کے دورے کر رہے ہیں اور مسلمان سربراہوں کو آمادہ کر رہے ہیں کہ وہ خالص اسلامی بنیادوں پر ایک جگہ جمع ہوں۔ ظاہری علامات سے یہ اندازہ ہو رہا ہے کہ فیصل اس کانفرنس کے انعقاد میں کامیاب ہو جائیں گے۔ اگرچہ عرب قومیت کے علمبردار اور کمیونسٹ یا کمیونسٹوں کے ہم سفر حلقے اس کانفرنس کی شدت سے مخالفت کر رہے ہیں۔

رابطہ کا سکرٹریٹ | رابطہ کی روح رواں اور کتنا دھڑا دھڑا شیخ محمد سرور العتبان ہیں۔ موصوف رابطہ کے جنرل سکرٹری ہیں۔ سعودی عرب کے سابق وزیر خزانہ ہیں۔ رابطہ جن مقاصد کی تکمیل میں کامیاب ہوا ہے ان میں بڑی حد تک موصوف کی دلچسپی کو دخل ہے۔ بلکہ یہ کہنا یے چاہئے ہوگا

کہ شیخ محمد سرور الصبان اور رابطہ میں لازم و ملزوم کا رشتہ قائم ہو چکا ہے۔ بلکہ مکرمہ کے کسی باشندے سے اگر یہ دریافت کیا جائے کہ رابطہ کا دفتر کہاں ہے تو وہ اکثر و بیشتر لاعلمی کا اظہار کرے۔ لیکن اگر یوں پوچھا جائے کہ "فین مکتب حق الشیخ محمد سرور؟" تو وہ فوراً جواب دے گا: "الفصلہ شاہی محل میں،"۔ موسوف بڑے علم دوست ہیں۔ اپنے دور وزارت میں ہمیشہ سعودی اوبار اور ریاب صحافت کی سرپرستی کی ہے۔ اپنے محل میں اوبار و شعراء کی محفلیں ہوتی ہیں، داد و پیش سے ان کی پذیرائی کی ہے۔ اور متعدد علمی اور تاریخی کتابوں کو اپنے خرچ پر طبع کرایا ہے۔ اب رابطہ کے سکریٹری کو بڑے سلیقہ سے چلا رہے ہیں۔ ان کے ساتھ دوسری جو مجلس ترقی شخصیت کام کر رہی ہے وہ شیخ صالح قزاز ہیں۔ جو رابطہ کے ڈپٹی سکریٹری ہیں۔ اور حرم شریف کی تعمیرات کے بھی انچارج ہیں۔ بڑے نیک نفس اور نڈرتوں انسان ہیں۔ اور رابطہ کے لیے سراسر برکت ہیں۔ رابطہ کے ڈائریکٹر دیا آفس سپرنٹنڈنٹ، اسٹاذ حسین سراج ہیں۔ بڑے زیرک اور عالمہ فہم ہیں۔ انگریزی زبان و ادب کے عالم ہیں۔ شعر و ادب کا نہایت عمدہ ذوق رکھتے ہیں۔ رابطہ کی رپورٹوں کو ادبی چٹخاروں کے ساتھ پیش کر کے خشک سے خشک موضوع میں بھی دلچسپی پیدا کر دیتے ہیں۔ یکلختا سے بری ہیں۔ شیخ محمد سرور ستیان کے دست راست ہیں۔

راقم السطور رابطہ کے سکریٹری میں تقریباً ایک سال تک کام کر چکا ہے۔ سکریٹری روز بروز پھیلتا جا رہا ہے۔ اس وقت مندرجہ ذیل شعبے کام کر رہے ہیں: سکریٹری، ڈپٹی سکریٹری، ڈائریکٹر شعبہ مالیات، شعبہ اموال، ڈپٹی اور ڈاک کی وصولی اور روانگی کا ریکارڈ رکھنے کا شعبہ، شعبہ تقسیم کتب، شعبہ تنظیمات اسلامیہ (جس میں دنیا کی اسلامی تنظیموں اور شخصیتوں سے متعلق معلومات جمع ہیں)، شعبہ اقلیات اسلامیہ۔ شعبہ محفوظات (اہم دستاویزوں اور پچھلے ریکارڈ کو محفوظ رکھنے کا شعبہ)، شعبہ مجلس تاسیسی و مؤتمرات (مجلس تاسیسی کے ارکان اور مؤتمرات سے رابطہ قائم رکھنے کا شعبہ۔ عربی میگزین براؤنچ۔ انگلش میگزین براؤنچ۔ لائبریری۔ ادارہ تعلیمات اسلامیہ یہ ایک مستقل اور نہایت اہم شعبہ ہے۔ اس کا کام مسلمان ملکوں

کے اندر اسلامی نظام تعلیم کا فروغ ہے۔ اس کی سرپرستی علماء و مفکرین پر مشتمل ایک اسٹیڈنگ بورڈ کرتا ہے۔

اس ذمت رابطہ کی تمام رونق سکریٹریٹ سے قائم ہے۔ اگر سکریٹریٹ مزید چیت و جلاک اور مخلص و محنتی ہوگا اسی قدر یہ تحریک ترقی کرتی جائے گی۔ ممکن ہے کچھ لوگوں کو یہ شکوہ ہو کہ فیصلوں کو نافذ کرنے میں سکریٹریٹ نے تساہل سے کام لیا ہے۔ لیکن ہمارے خیال میں یہ تساہل نہیں بلکہ اس کے دو بڑے سبب ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ مالیات بہر حال محدود ہیں جبکہ رابطہ کے فیصلے ایک اچھی خاصی ریاست کا میزانیہ چاہتے ہیں۔ دوسرے تجربہ کی کمی۔ اسلامی تحریک کے کام کے لیے تجربہ کسی لگے بندھے کورس کو پورا کرنے سے نہیں ملتا۔ بلکہ خود اس کام کے اندر کود جانے سے ہوتا ہے۔ ابتدائی مراحل ایسے آتے ہیں جب کہ خوبیوں سے زیادہ خامیاں ہوتی ہیں مگر بالآخر کچھ عرصہ کے بعد جب تجربہ کا دور گزر جاتا ہے تو ٹیچتہ کاری پیدا ہو جاتی ہے۔ رابطہ کا سکریٹریٹ اس وقت تجربہ کے مرحلہ میں ہے۔

رابطہ اور پاکستان | رابطہ نے کشمیر کے معاملہ میں پاکستان کی ہمیشہ مکمل حمایت کی ہے بلکہ عرب ممالک کے اندر رابطہ پہلی واحد تنظیم ہے جس نے کھل کر کشمیر کے بارے میں پاکستان کے موقف کی تائید کی ہے۔ رابطہ کے نزدیک کشمیر کے مسئلے کا صحیح اور منصفانہ حل آزادانہ رائے شماری ہے۔ حالیہ بھارتی حملے کے موقع پر رابطہ نے نہ صرف خود پاکستان کا پورا پورا ساتھ دیا ہے، بلکہ دوسرے مسلمان سربراہوں کو تاریں دے کر ان سے پاکستان کی حمایت کی اپیل کی ہے۔ امداد اور تعاون کے وہ تمام وسائل اختیار کیے ہیں جو رابطہ کے بس میں تھے۔

(بشکر یہ مسلم نیوز انٹرنیشنل، کراچی)